فقہ حنفی کی چند اہم اور بنیادی کتابیں

[......ایک اجمالی تعارف......]

مولانا مفتی عبدالرشید رحمہ اللہ
سابق استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ، لاہور

فتاویٰ تاتارخانیہ:

امیر تاتارخان دہلوی، فیروز شاہ تغلق کے دورِ حکومت میں ایک اہم رکن سلطنت تھے۔ وہ بڑے عالم فاضل اور تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول میں بڑا امتیاز مقام رکھتے تھے، نیز بڑے اونچے اخلاق و کردار کے حامل تھے۔ شریعت مطہرہ کے سخت پابند، امراء و حکام کا شدید محاسبہ کرنے والے تھے۔ ان کی صحبت میں ہمیشہ علماء وفضلا کا مجمع رہتا اور وہ اس پاکباز طبقہ کا بہت احترام فرماتے تھے۔

انہوں نے اپنے دور کے ایک بہت بڑے علوم عربیہ اور فقہ واصول کے عالم شیخ فرید الدین عالم بن علاء اندرپتی (المتوفی ۷۸۶ھ، ۱۳۸۴ء) کو حکم دیا کہ فقہ حنفی کی ایک جامع کتاب مرتب کریں اور اختلافی مسئلہ میں تمام اقوال مختلفہ نقل کردیں اور ساتھ ہی اختلاف کرنے والے علماء وفقہاء کی تصریح کردیں۔ چنانچہ امیر تاتارخان کے حکم کے بعد شیخ عالم بن علاء نے ایک بڑی ضخیم کتاب مرتب کردی اور اس کا نام ''زاد السفر'' اور ''زاد المسافر فی الفروع'' رکھا گیا۔ لیکن چونکہ اس کی ترتیب وتسوید امیر تاتارخان دہلوی کے حکم سے ہوئی تھی، اس لئے اس کی زیادہ شہرت ''فتاویٰ تاتارخانیہ'' کے نام سے ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ اب دہلی میں اس کی طباعت ہورہی ہے اور ایک جلد طبع بھی ہوگئی ہے۔ واللہ اعلم۔

فتاویٰ حمادیہ:

یہ مفتی رکن الدین ناگوری بن حسام الدین ناگوری کی تصنیف ہے، جو علاقہ گجرات (کاٹھیاوار) کے ایک مشہور شہر ''نہروالہ'' میں منصب افتاء پر فائز تھے۔ یہ کتاب انہوں نے اپنے ہی علاقہ کے قاضی القضاۃ قاضی حماد الدین بن محمد اکرم گجراتی کے حکم پر تالیف فرمائی۔ اس کی تالیف میں ان کے صاحبزادے مفتی داؤد بن مفتی رکن الدین ناگوری بھی اپنے والد کے ساتھ شامل رہے۔ ''فتاویٰ حمادیہ'' کے مقدمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ کی ۲۱۶/ کتابوں سے استفادہ کرکے اس کو مرتب کیا گیا۔ ہے۔ قاضی حماد الدین صاحب نے یہ بھی ہدایت فرمائی تھی کہ اس کتاب میں صرف وہ مسائل جمع فرمائیں جو جمہور فقہاء کے اجماعی اور مفتی بہ ہوں۔ چونکہ اس کی تالیف اس ہدایت کے مطابق عمل میں آئی ہے، اس لئے یہ کتاب لائق اخذ اور قابل اعتماد بن گئی ہے۔

یہ کتاب نویں صدی ہجری میں لکھی گئی ہے، اس کتاب کے قلمی نسخے، متعدد کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ''معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ'' اور بعض دیگر شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ہندوستان کے اندر ۱۲۴۱ھ، ۱۸۲۶ء میں کلکتہ سے طبع ہوچکی ہے۔

مجموعة الفتاویٰ:

یہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ یہ فتاویٰ ۳ جلدوں میں طبع ہوا تھا اور اس کا ایک ایڈیشن وہ بھی ہے جو ''خلاصۃ الفتاویٰ'' کے حاشیہ پر چھپا تھا۔ اب پاکستان سے ان دونوں ایڈیشنوں کی عکسی طباعت ہوگئی ہے۔ چونکہ مولانا لکھنوی کے اکثر فتاویٰ عربی یا فارسی زبان میں تھے، اس لئے عوام الناس اس سے استفادہ نہیں کر پاتے تھے، دوسرا اشکال اس سے استفادہ کا جس سے عوام چھوڑ خواص بھی پریشان تھے، وہ یہ تھا کہ ہر باب کے مسائل تین جلدوں میں بکھرے ہوئے تھے۔

ان دونوں اشکالوں کو رفع کرنے کے لئے مولانا خورشید عالم صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند، مدرس دارالعلوم کراچی نے ایک تو بڑی سہل اردو میں اس کا ترجمہ فرمادیا اور پھر اس کو اس طرح مرتب فرمادیا کہ تین جلدوں میں بکھرے ہوئے مسائل کو یکجا کردیا۔ اس طرح نہ صرف عوام کے استفادہ کا راستہ ہموار ہوا بلکہ وہ پریشانی بھی رفع ہوگئی جو مسائل کے کئی جلدوں میں منتشر ہونے کے باعث پیدا ہوتی تھی۔ یہ ترجمہ بترتیب جدید کراچی سے ایک جلد میں طبع ہوچکا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی کی ولادت ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ، ۱۸۴۸ء کو ہوئی۔ آپ کثیر التصانیف تھے، تقریباً ہر علم میں آپ نے کوئی نہ کوئی تصنیف یادگار چھوڑی ہے۔ آپ کی کل تصانیف کی تعداد ۹۰ کے لگ بھگ ہے۔ ۱۷ سال کی عمر میں حفظ قرآن سمیت تمام علوم مروجہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، منطق، فلسفہ اور ریاضی وغیرہ سے فراغت حاصل کرلی۔ مولانا کا انتقال بہت کم عمری میں ہوگیا۔ آپ کا سنہ وفات ۱۳۰۴ھ، ۱۸۸۶ء ہے۔

مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر:

امام ابراہیم بن محمد حلبی ۹۵۶ھ، ۱۵۴۹ء نے مسائل فقہ پر ایک جامع کتاب مرتب کی، جس میں ''مختصر قدوری''، ''المختار''، ''الکنز'' اور ''الوقایۃ'' کے مسائل کو جمع کردیا، نیز ''ہدایہ'' اور ''مجمع'' کے مسائل ضروریہ بھی اس میں شامل کردیئے اور اقاویل مختلفہ میں سب سے مقدم اس قول کو ذکر کیا جو زیادہ راجح تھا اور اس بات کا بڑا اہتمام کیا کہ ''متون اربعہ'' کا کوئی مسئلہ ذکر ہونے سے رہ نہ جائے، اس کا نام انہوں نے رکھا ''ملتقی الابحر''۔ جامعیت اور قابل اعتماد ہونے کے باعث یہ کتاب بڑی مشہور ہوئی اور بڑے بڑے علماء نے اس کی شرحیں لکھیں۔ اس کی تکمیل رجب ۹۲۳ھ، ۱۵۱۷ء کو ہوئی۔ ''مجمع الانہر'' اسی ''ملتقی الابحر'' کی مبسوط شرح ہے، جو عساکر رومیہ کے قاضی القضاۃ علامہ عبدالرحمن بن شیخ محمد بن سلیمان معروف بہ شیخ زادہ (المتوفی ۱۰۷۷ھ، ۶/۱۶۶۷ء) نے تحریر کی ہے۔

یہ کتاب بیروت سے حال ہی میں دو جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔ اس کے حاشیہ پر ''ملتقی الابحر'' کی ایک اور شرح ''الدر المنتقی فی شرح الملتقی'' چھپی ہے، جس کے مصنف علاء الدین حصکفی صاحب درمختار ہیں۔

الجوهرة النيرة علی مختصر القدوری:

شیخ احمد بن محمد ابوالحسین بغدادی قدوری (المتوفی ۴۲۸ھ، ۱۰۳۷ء) نے فقہ حنفی میں ایک متن ''مختصر القدوری'' کے نام سے مرتب فرمایا، جو فقہ حنفی کے بہت قابل اعتماد ''متون اربعہ'' میں شامل ہے۔اس کی متعدد اکابر نے مختصر ومبسوط شرحیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب اہل علم کے ہاں بہت متبرک سمجھی جاتی ہے۔ وباء کے زمانہ میں اس کا پڑھنا وباء کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے، اس کا حفظ کرنا فقر سے نجات دیتا ہے۔

یہ کتاب بارہ ہزار مسائل پر مشتمل ہے۔ بغداد کے ایک محلہ قدورہ کی طرف انتساب کے باعث یہ ''قدور'' یعنی ہانڈیوں کے بنانے یا بیچنے کے باعث ان کو ''قدوری'' کہاجاتا ہے۔ ''الجوہرۃ النیرۃ'' اسی ''مختصر القدوری'' کی ایک معتمد علیہ شرح ہے، جو شیخ الاسلام ابوبکر بن محمد بن علی الحدادی الیمنی (المتوفی ۸۰۰ھ، ۱۳۹۸/۷ء) کی تصنیف ہے۔

یہ پاکستان میں چھپ چکی ہے، اس کا ایک ایڈیشن ایسا بھی ہے، جس کے حاشیہ پر ''مختصر القدوری'' کی ایک اور شرح ''اللباب'' چھپی ہوئی ہے، کہتے ہیں کہ مصنفِ جوہرہ نے پہلے ایک مبسوط شرح لکھی تھی جس کا نام ہے ''السراج الوہاج'' جس میں انہوں نے بسط وتفصیل کی خاطر ضعیف اور غیر معتبر اقوال بھی جمع کردیئے تھے۔ اس لئے بعض علماء نے ''السراج الوہاج'' کو کتب غیر معتبرہ میں شامل کیا ہے۔ بعد میں اس کا اختصار کیا اور مختصر شرح کا نام ''الجوہرۃ النیرۃ'' رکھا۔

فتاویٰ خیریہ:

یہ علامہ خیرالدین بن احمد فاروق رملی کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ علامہ خیرالدین رملی کی ولادت فلسطین کے شہر ''رملہ'' میں ۹۹۳ھ، ۱۵۸۵ء میں ہوئی۔ موصوف ایک بڑے مفسر، محدث، فقیہ اور منطقی ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عربیہ ادبیہ کے بھی ماہر تھے۔ تحصیل علم کے بعد اپنے شہر اور مصر میں درس دیتے رہے۔ متعدد کتابوں مثلاً عینی، شرح کنز، الاشباہ والنظائر، البحر الرائق اور جامع الفصولین وغیرہ پر حواشی لکھے۔ فتاویٰ خیریہ ان کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، جو ان کے شاگرد علامہ ابراہیم بن سلیمان رملی نے جمع کیا ہے۔ اس کا پورا نام ''الفتاویٰ الخیریۃ لنفع البریۃ'' ہے، مصر سے یہ فتاویٰ ''العقود الدریہ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ'' کے حاشیہ پر دو جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ علامہ خیرالدین رملی کا انتقال اپنے شہر ''رملہ'' میں ۱۰۸۱ھ، ۱۶۷۰ء میں ہوا۔

العقود الدریة فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیة:

یہ علامہ ابن عابدین شامی صاحب ''ردالمحتار'' کی تصنیف ہے۔ یہ مولانا حامد آفندی مفتیِ دمشق کے فتاویٰ کی تنقیح ہے۔ جو انہوں نے منصب افتاء پر فائز رہنے کے زمانہ (۱۱۳۷ھ، ۲۵/۴/۱۷۲۵ء تا ۱۱۵۵ھ، ۴۳/۲/۱۷۴۳ء) میں صادر فرمائے تھے اور ''فتاویٰ حامدیہ'' کے نام سے خود مولانا حامد صاحب نے جمع فرمائے تھے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ نافع اور اس سے زیادہ قابل اعتماد فتاویٰ کا مجموعہ کوئی نہیں دیکھا، نیز مفتی صاحب کے متاخر زمانے میں ہونے کے باعث اس میں بہت سے جدید پیش آمدہ حوادث اور واقعات کا حل بھی مل جاتا ہے، لیکن چونکہ اس کی ترتیب کوئی عمدہ نہ تھی کہ جس سے مسئلہ آسانی سے معلوم کیا جاسکے۔ مشہور اور غیر ضروری مسائل بھی اس میں درج تھے اور بعض

مسائل مکرر بھی درج ہوگئے تھے، نیز بعض جگہ ایسے بھی ہوا کہ مسئلہ ایک جگہ ذکر کیا گیا اور دلیل کسی دوسری جگہ نقل کردی گئی ہے۔ اس لئے میں نے اس کو صحیح ترتیب پر مرتب کرنے اور مہذب و منقح کرنے نیز بوقت ضرورت اہم اضافے کرنے کا عزم کر کے کام شروع کردیا تا آنکہ میں نے اس کو مکمل کر ڈالا۔ علامہ شامی نے ''فتاویٰ حامدیہ'' کی تنقیح، اپنی کتاب ''ردالمحتار'' اور ''منحۃ الخالق'' کی تکمیل کے بعد فرمائی ہے۔ ترتیب جدید کے بعد علامہ شامی نے اس کا نام ''العقود الدریہ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ'' رکھا۔ یہ کتاب مصر سے حاشیہ پر، فتاویٰ خیریہ کے ساتھ دو جلدوں میں چھپ چکی ہے اور بیروت سے تنہا بھی دو جلدوں میں طبع ہوگئی ہے۔

كتاب الخراج:

یہ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کی تصنیف ہے، جو امام اجل، فقیہ اکمل، حافظ الحدیث امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سب سے اونچے درجہ کے حامل اور مجتہد فی المذہب تھے۔ آپ ایک مشہور انصاری صحابی سعد بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، ۱۱۳ھ میں آپ کی پیدائش کوفہ میں ہوئی۔ ہشام بن عبدالملک مہدی، ہادی اور ہارون رشید کے عہد میں عہدۂ قضاء پر فائز رہے ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ ابن معین ایسے کبار محدثین آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ کتاب الخراج، آپ نے خلیفہ ہارون رشید کے تقاضے پر تصنیف فرمائی تھی۔ اس میں انہوں نے اسلام کے مالیاتی نظام کے بارے میں بڑی اہم اور مفید معلومات جمع فرمادی ہیں۔ زکوۃ وصدقات، عشر وخراج، فئی اور مال غنیمت کی تقسیم۔ نیز اہل ذمہ اور مرتدین کے احکام وغیرہ، سبھی کچھ اس میں تفصیلاً بیان کردیا گیا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا انتقال قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز ہونے کے زمانے میں ۱۸۲ھ، ۷۹۸ء کو بغداد میں ہوا۔

التحرير المختار لردالمحتار:

شیخ عبدالقادر بن مصطفیٰ الرافعی کا یہ حاشیہ ہے، جو انہوں نے ''ردالمحتار'' پر لکھا ہے۔ موصوف کی ولادت ۱۲۴۸ھ، ۲/۱۸۳۳ء میں ہوئی۔ آپ مصر میں منصب افتاء پر فائز ہوئے، لیکن تین دن بعد ہی آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ کی وفات ۱۳۲۳ھ، ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ یہ حاشیہ مصر سے دو جلدوں میں چھپ گیا ہے۔ پہلی جلد کتاب الطلاق پر ختم ہوئی ہے اور دوسری جلد کتاب العتق سے شروع ہوئی، آخر کتاب تک کے حواشی پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو ''تقریرات رافعی'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

إتحاف الأبصار والبصائر بتبويب كتاب الأشباه والنظائر:

یہ کتاب شیخ محمد ابوالفتح حنفی کی تالیف ہے۔ موصوف نے علامہ نجیم کی کتاب ''الاشباہ والنظائر'' کو جدید ترتیب دے کر ابواب پر مرتب کیا ہے اور اس ترتیب جدید کا نام ''اتحاف الابصار والبصائر'' رکھا ہے۔ اس ترتیب جدیدہ کا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح کتاب سے استفادہ کرنے میں سہولت پیدا ہوگئی ہے۔ مصنف اس کی تالیف سے ۱۲۷۵ھ، ۸/۱۸۵۹ء میں فارغ ہوئے۔ یہ کتاب مطبع اسکندریہ سے ۱۲۸۶ھ، ۲/۱۸۷۱ء میں ۵۳۸ صفحات پر چھپ چکی ہے۔

السراجي:

ساتویں صدی ہجری کے مشہور عالم امام سراج الدین ابوطاہر محمد السجاوندی حنفی کی تصنیف ہے۔ اس

موضوع ''علم الفرائض''،یعنی ''علم وراثت'' ہے۔اس کتاب میں رشتہ داروں کی قسمیں، ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام وغیرہ کو تفصیل سے بیان کرکے بتایا گیا ہے کہ کون سا رشتہ دار وراثت میں کس وقت کیا حصہ پائے گا اور کب وہ وراثت سے محروم ہوگا، اس کتاب کی بڑے بڑے اکابر علماء نے شرحیں لکھی ہیں۔ متعدد بار یورپ، مصر، ہندو پاک سے طبع ہوچکی ہے۔اس کتاب کو''سراجیہ''،''الفرائض السراجیہ'' اور ''فرائض السجاوندی'' بھی کہا جاتا ہے۔

الشریفیه:

یہ ''سراجی'' کی شرح ہے، جو علامہ علی بن محمد حسینی معروف بہ علامہ سید شریف جرجانی کی تالیف ہے۔سید شریف جرجانی کی ولادت ''جرجان'' میں ۷۴۰ھ،۱۳۴۰/۹ء میں ہوئی۔ابتداءً انہوں نے علوم عربیہ کی طرف خصوصی توجہ فرمائی جس کے باعث وہ ان علوم عربیہ میں ''امامت'' کے درجہ کو جا پہنچے۔ بعدازاں آپ نے علوم عقلیہ کی طرف رخ کیا اوران کی تحصیل کے لئے ''ہراۃ'' میں علامہ قطب الدین رازی کی خدمت میں پہنچے، لیکن چونکہ وہ بہت معمر ہو چکے تھے، اس لئے انہوں نے پڑھانے سے معذرت کرتے ہوئے اپنے ایک خصوصی شاگرد علامہ مبارک شاہ کے پاس بھیج دیا، جو ''مصر'' میں رہتے تھے۔ چنانچہ علامہ سید شریف وہاں تشریف لے گئے، اس طرح انہوں نے علوم عقلیہ میں خصوصی مہارت پیدا کرلی۔ پھر علامہ نے علوم شرعیہ حاصل کرنے کے لئے شارح ہدایہ مولانا اکمل الدین بابرتی کے پاس تشریف لے گئے۔ان سے علوم شرعیہ پوری محنت سے حاصل کئے یہاں تک کہ اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے۔ پھر ''شیراز'' میں سکونت پذیر ہوگئے اور وہیں ۸۱۶ھ،۱۴۱۳ء میں وفات پائی۔آپ نے متعدد کتابیں تالیف فرمائی ہیں، متعدد کتابوں کی شروح وحواشی لکھے ہیں۔امیر تیمور لنگ کی مجلس میں علامہ سعد الدین تفتازانی (المتوفی ۷۹۲ھ،۱۳۸۹ء) کے ساتھ آپ کے کچھ مباحثے بھی ہوئے ہیں۔یہ کتاب ''شریفیہ'' بھی متعدد بار طبع ہوچکی ہے۔

رسائل الأركان:

یہ کتاب علامہ بحر العلوم عبد العلی لکھنوی کی تصنیف ہے۔مولانا بحر العلوم، مولانا نظام الدین انصاری سہالوی (المتوفی ۱۱۶۱ھ،۱۷۴۸ء) کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۱۷ سال ہی کی عمر میں تمام علوم وفنون سے فراغت حاصل کرلی تھی۔ متعدد کتابوں کے آپ مصنف ہیں۔بہت سی کتابوں پر شروح وحواشی تحریر فرمائے ہیں۔یہ کتاب آپ نے ''ارکان اربعہ'' نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کے مسائل پر تحریر فرمائی ہے۔آپ نے نفس مسائل کے بیان پر اکتفاء نہیں فرمایا ہے بلکہ قرآن وسنت کے دلائل نیز عقلی براہین سے ان کو مدلل ومبرہن بھی فرمایا ہے۔اس لحاظ سے یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ لکھنؤ سے ۱۳۰۹ھ،۱۸۹۲/۱ء میں طبع ہوچکی ہے۔علامہ بحر العلوم کی وفات ''مدراس'' میں ۱۲۳۵ھ،۱۸۲۰ء میں ہوئی۔

السعاية:

یہ شرح وقایہ کی مفصل اور مبسوط شرح ہے جو مولانا عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔حضرت مولانا لکھنوی نے ''شرح وقایہ'' اپنے والد ماجد سے پڑھنے کے زمانے میں ان کے حکم سے اس کی ایک شرح لکھی تھی، جس کا نام ''حسن الولایۃ بحل شرح الوقایۃ'' رکھا تھا، جو شرح وقایہ کے نصف اول کے متفرق مشکل مقامات کے حل پر مشتمل تھی۔

بعدازاں مکمل شرح وقایہ پر ایک حاشیہ تحریر فرمایا، جس کا نام ''عمدۃ الرعایۃ'' ہے جو شرح وقایہ کے ساتھ بارہا طبع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ''شرح وقایہ'' کی ایک مبسوط اور مفصل شرح لکھنی شروع فرمائی جس میں ہر مسئلے میں تمام اختلافات نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ایک مسلک کے عقلی ونقلی دلائل اوران پر وارد ہونے والے اعتراضات اوران کے جوابات نیز کسی ایک مسلک کی مدلل ترجیح کا بیان مفصل طور پر کیا گیا ہے۔ اس مفصل شرح کا نام انہوں نے رکھا ''السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایہ'' لیکن افسوس کہ مصنف اپنی اس عظیم تصنیف کو مکمل نہ فرما سکے۔ اس کی صرف دو جلدیں طبع ہوئیں، جلد اول باب المسح علی الخفین کی ابتدائی چند سطروں تک ہی پر مشتمل ہے، جب کہ دوسری جلد ''باب الاذان'' سے ''فصل فی القراءۃ'' کے ختم تک کی شرح پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب پاکستان میں بھی طبع ہو چکی ہے۔ مصنف کے مختصر حالات ''مجموعۃ الفتاویٰ'' کے تعارف کے ذیل میں لکھے جا چکے ہیں۔

التشریع الجنائی الاسلامی:

یہ کتاب ''اسلام کے فوجداری قانون'' کے موضوع پر ہے جو ''مصر'' کے ایک عالم جناب عبدالقادر عودہ شہید کی تصنیف ہے۔ موصوف ''مصر'' کی ایک مشہور جماعت ''الاخوان المسلمون'' کے رکن تھے۔ 1954ء میں بغاوت کے الزام میں موصوف کو پھانسی دے دی گئی تھی۔

یہ کتاب دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ جلد اول میں پہلے تمہیدی طور پر عام رائج غیر اسلامی قوانین کا اسلامی قوانین کے ساتھ تقابل کر کے اسلامی قوانین کی فوقیت و برتری متعدد وجوہ سے ثابت کی گئی ہے۔ بعدازاں جلد اول کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کو ''کتاب'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ''الکتاب الاول'' کی ''قسم اول'' میں ''جرم'' کی ماہیت اور اس کے انواع کا بیان ہے اور قسم ثانی میں ''جرم'' کے ارکان شرعیہ، ارکان مادیہ اور ادبیہ کا بیان ہے۔ اس کے بعد ''الکتاب الثانی'' شروع ہوتی ہے۔ اس میں ''عقوبت'' کے بارے میں مبادی عامہ اور اقسام عقوبت کا بیان ہے۔ جلد دوم میں ''قتل''، ''زنا''، ''شرب خمر'' سرقہ، ڈاکہ زنی، اور بغاوت اور ''ارتداد'' ایسے جرائم اوران کے احکام کا تفصیلی ذکر ہے۔ کتاب کا اردو ترجمہ بھی ''اسلام کا فوجداری قانون'' کے نام سے چھپ چکا ہے۔

المدخل الفقهي العام:

یہ کتاب علامہ مصطفیٰ احمد الزرقا کی تصنیف ہے جو ''دمشق یونیورسٹی'' کے ''کلیۃ الحقوق'' میں ملکی اور شرعی قانون کے استاد ہیں۔ خلافت عثمانیہ کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی ایک عرصے تک ان ممالک میں جو خلافت عثمانیہ کے ماتحت رہ چکے تھے ''المجلۃ العدلیۃ'' کے مطابق ملکی عدالتیں فیصلے کرتی رہیں۔ ''المجلۃ العدلیۃ'' وہ دستاویز ہے جس میں خلافت عثمانیہ کے زمانے میں فقہا کی ایک جماعت نے فقہ حنفی کی روشنی میں شریعت اسلامیہ کے ان قوانین کو دفعہ وار مرتب کر دیا تھا، جن کا تعلق ملکی وانتظامی امور سے تھا۔

علامہ مصطفیٰ احمد الزرقا کا کہنا ہے کہ بعض مسائل باوجود اس کے کہ ان کا تذکرہ فقہ کی کتب میں موجود تھا لیکن وہ مسائل ''المجلۃ العدلیۃ'' میں درج ہونے سے رہ گئے، نیز ان کا کہنا ہے کہ بہت سے جدید مسائل اب ایسے پیدا

ہو گئے ہیں جن کا وجود ''المجلۃ'' کی تالیف کے زمانے میں نہ تھا، اس لیے ظاہر ہے کہ ان کا حل بھی ''المجلۃ'' میں نہ آسکا۔ علامہ زرقا، یہ بھی فرماتے ہیں کہ بنیادی طور پر ''المجلۃ'' کی تالیف ''فقہ حنفی'' کے مسائل سے ہوئی ہے، گو بوقت ضرورت اہل سنت کی دوسری فقہوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، مگر اساس بہر حال فقہ حنفی ہی ہے۔ نیز وہ فرماتے ہیں کہ اس کی تالیف بھی ایسے نہج پر نہیں ہے، جس سے قانون کے طلبا کی تعلیمی ضرورت پوری ہو سکے۔

بہر حال ان وجوہ سے انہوں نے اس کی ضرورت محسوس کی کہ فقہ کی ترتیب جدید کی جائے، جس میں نہ صرف یہ کہ قدیم ذکر شدہ مسائل کے تمام کے تمام آ جائیں، بلکہ جدید پیش آمدہ مسائل کا حل بھی اس میں موجود ہو، نیز اس ترتیب جدید میں کسی ایک فقہ پر انحصار کرنے کی بجائے چاروں مکاتب فقہ کو مدنظر رکھا جائے اور جس فقہ میں بھی کسی مسئلہ کا زیادہ بہتر حل موجود ہو، اسے قبول کر لیا جائے اور ساتھ ہی اس کی ترتیب بھی ایسی ہو کہ طلبا کی تعلیمی ضرورتوں اور تقاضوں کو بھی وہ پورا کر دے۔ نیز مسئلے کو علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے کے بجائے مسائل کو اس انداز سے ذکر کیا جائے کہ پہلے ایک اصول و قاعدہ بتا کر پھر اس پر متفرع ہونے والے مسائل کو ذکر کیا جائے، کیونکہ اس طرح مسائل کو یاد رکھنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔ بہر حال علامہ مصطفیٰ احمد الزرقا نے ان خطوط پر کام کا آغاز کیا اور ''الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید'' کے عنوان سے کتابوں کا ایک سلسلہ شروع فرمایا، جس میں پہلی دو جلدیں ''المدخل الفقہی العام'' کے نام سے شائع ہوئیں۔ یہ دو جلدیں تین قسموں پر مشتمل ہیں۔ ''القسم الاول'' چھ باب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں تمہید، تعریف فقہ اور احکام فقہ کی قسموں کا بیان ہے۔ باب دوم میں مصادر فقہ اسلامی یعنی کتاب وسنت اور اجماع وقیاس نیز مصادر تبعیہ یعنی استحسان، استصلاح اور عرف کا بیان ہے۔ تیسرے اور چوتھے باب میں فقہ اسلامی کے توسیع اور اس کی ترقی کے مختلف ادوار اور ان کی خصوصیات کا بیان ہے، پانچویں باب میں اجتہادی اختلافات کی اہمیت وضرورت اور اس سلسلے میں بعض اوہام کا دفعیہ کیا گیا ہے۔ چھٹے باب میں اپنے ملک (سوریہ شام) کے اندر فقہ اسلامی کے مطابق قانون سازی کے سلسلے میں کچھ بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس کے بعد ''القسم الثانی'' شروع ہوتی ہے، جو پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب ''فقہ اسلامی میں نظریہ مملکت'' کے بیان میں ہے اور دوسرا باب ''فقہ اسلامی میں نظریہ ''عقود'' کے بیان میں ہے۔ اس میں عقد کی حقیقت، اس کے تقاضے اور اس کے آثار ولوازم، غرض یہ کہ اس کے مالہ وماعلیہ کی مکمل بحث ہے۔ یہاں پر جلد اول ختم ہو جاتی ہے۔ ''القسم الثانی'' کے ''تیسرے باب'' سے جلد دوم کا آغاز ہوتا ہے۔

اس باب میں ''فقہ اسلامی کے اندر مؤیدات شرعیہ کا نظریہ'' بیان کیا گیا ہے۔ ''مؤیدات شرعیہ'' سے مصنف کی مراد ہر وہ تدبیر ہے، جو لوگوں کو احکام شرعیہ کی اطاعت وپابندی پر ابھارنے والی ہو، انہوں نے اس کی دو قسمیں بیان کی ہیں ''مؤیدات ترغیبیہ'' اور مؤیدات ترہیبیہ، اس کے بعد ''مؤیدات ترہیبیہ'' کی پھر دو قسمیں کی ہیں ''تادیبی'' اور مدنی (حقوقی)۔ مؤیدات تادیبیہ کے ذیل میں حدود، قصاص اور تعزیرات کا بیان ہے اور ''مؤیدات مدنیہ'' (حقوقیہ) کے ذیل میں ''بطلان'' ''توقف'' اور ''تخییر'' کو مفصلاً بیان کیا ہے۔ چوتھے باب میں ''اہلیت'' اور ''ولایت'' (نیابت شرعیہ) کا نظریہ بیان کیا ہے۔ پانچویں باب میں ''نظریۂ عرف'' کا تفصیلی بیان ہے۔ اس کے بعد ''القسم الثالث''

شروع ہوتی ہے۔اس میں ''فقہ اسلامی کے اندر قواعد کلیہ'' کا بیان ہے۔قسم ثالث دو بابوں پر مشتمل ہے، پہلے باب میں ''قواعد'' کے لغوی اور اصطلاحی معنی نیز فقہ اسلامی میں قواعد کے مقام و حیثیت کا بیان ہے۔ دوسرے باب میں ''المجلۃ العدلیۃ'' میں ذکر ہونے والے ''قواعد کلیہ'' کا بیان اور پھر ان کی مختصر شرح ہے۔اس کے بعد ''خاتمہ'' ہے۔اس میں مصنف نے چھ مزید قواعد کلیہ جن کو انہوں نے مختلف کتب فقہ سے اخذ کیا ہے، بیان کیا ہے۔

سلسلہ ''الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید'' کی تیسری کتاب ''المدخل الی نظریۃ الالتزام العامۃ فی الفقہ اسلامی'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔یہ کتاب دو بابوں پر مشتمل ہے۔

باب اول ''حق'' اور ''التزام'' کے بیان میں ہے۔اولاً مصنف نے ''حق'' کی تعریف پھر اس کی تقسیم ''حق مالی'' اور ''حق غیر مالی'' کی طرف کی ہے۔اس کے بعد ''حق مالی'' اور ''حق شخصی'' اور ''حق عینی'' کی طرف تقسیم کی ہے۔ ''حقوق غیر مالیہ'' مثلاً ''ولی'' کا تصرف علی الصغیر کا حق نیز سیاسی اور طبیعی حقوق جیسے حق انتخاب اور حق حریت وغیرہ سے کتاب میں بحث نہیں کی گئی ہے۔کتاب میں ''حقوق مالیہ'' سے بحث مقصود ہے۔''حقوق شخصیہ'' اور التزام چونکہ لازم و ملزوم ہیں اس لیے ان کا بیان تو ''التزام'' کے ذیل میں ہوگا۔''حقوق عینیہ'' کے اندر ''حق ملکیت'' ''حق انتفاع'' ''حقوق ارتفاق'' ''حقوق ارتہان'' ''حق احتباس'' ''حق وقف'' اور ''حقوق قرار علی الاوقاف'' کو شامل کیا ہے۔''حق شخصی'' اور ''حق عینی'' کے علاوہ مصنف نے ایک اور جدید قسم ''حقوق الابتکار'' نکالی ہے۔اس قسم میں ''حق تصنیف و تالیف'' ''حق ایجاد'' اور ''حقوق طبع'' وغیرہ کو داخل کیا ہے۔اس کے بعد ایک فصل میں ''التزام'' (حقوق شخصیہ) کو پوری تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

دوسرا باب ''اموال'' کے بیان میں ہے،اس میں ''مال'' کی حقیقت اور اس کی تقسیم مختلف حیثیات سے، متقوم اور غیر متقوم، ذوات الامثال (مثلی) اور ذوات القیم (قیمی) اموال استہلاکیہ اور استعمالیہ۔ مال منقول اور غیر منقول عین اور دین وغیرہ کی طرف کی گئی ہے۔اس کے بعد ''ذمہ'' کی تعریف اور خصوصیات، نیز ''اہلیت'' سے اس کا امتیاز بیان کیا گیا ہے۔

تیسرا باب ''اشخاص'' کے بیان میں ہے۔اس میں ''اشخاص'' کی تقسیم اشخاص طبعیہ اور اشخاص حکمیہ کی طرف کی گئی ہے اور پھر ''اشخاص حکمیہ'' کو اشخاص حکمیہ عامہ اور اشخاص حکمیہ خاصہ کی طرف تقسیم کیا گیا ہے۔''اشخاص حکمیہ'' میں مختلف جماعتیں، ادارے اور کمپنیاں شامل ہیں، اگر عوام نے از خود انہیں تشکیل دیا ہے تو ''اشخاص حکمیہ خاصہ'' میں داخل ہوں گی اور اگر حکومت نے تشکیل دیا ہے تو ''اشخاص حکمیہ عامہ'' میں۔اس کے بعد کی جلدیں یا تو تا حال شائع نہیں ہوئی ہیں، یا پھر ہماری نظر سے نہیں گزریں۔

☆......☆......☆